ہر احمدی یہ روح پیدا کرے کہ خدا کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ مارچ ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیمیں بھی ہیں۔ انصار اللہ ہے۔ خدام الاحمدیہ مع اس کی شاخ اطفال الاحمدیہ کے اور لجنہ اماء اللہ مع اس کی شاخ ناصرات الاحمدیہ کے۔ ان ذیلی تنظیموں کے سپرد خلیفۂ وقت نے بعض معین کام کئے ہیں اور امید رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنے دائرۂ عمل میں حسنِ عمل پیدا کریں گی اور حسنِ عمل بہت حد تک پیدا کر بھی رہی ہیں لیکن انسانی زندگی میں ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ (خطبہ کے دوران بعض دوست جو دوسروں کے سروں پر سے پھلانگ کر آگے آنے کی کوشش کر رہے تھے کی طرف اشارہ کر کے حضور نے فرمایا لوگوں کے سروں پر سے پھلانگ کے نہیں آنا چاہیئے۔ ناقل) اور اس کے لئے ایک مستقل عمل، جدوجہد میں تسلسل قائم رکھا جاتا ہے رکھا جانا چاہیئے۔

بعض دفعہ بعض ممبران ان تنظیموں سے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ چونکہ مثلاً خدام الاحمدیہ کی ایک تنظیم قائم ہے۔ اس لئے ماں باپ کی ساری ذمہ واریاں خدام الاحمدیہ کو سونپ دی گئی ہیں۔ انہیں اپنے بچوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ غلط ہے ان تنظیموں نے اپنے اپنے دائرہ عمل میں کام کرنا ہے اور جو جماعت احمدیہ ہے اس نے بڑے وسیع پیمانہ پر اس مہم کے لئے تیاری کرنی ہے جو جماعت کے سپرد کی گئی یعنی اس زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا۔

خدام الاحمدیہ نگرانی کرتی ہے کہ نوجوان اور اطفال قرآن کریم کی طرف توجہ کریں۔ انہیں نماز آتی ہو۔ موٹے موٹے مسائل اطفال کو معلوم ہوں۔ ایک حد تک قرآن کریم پڑھانے کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ یاد دہانیاں کراتے ہیں لیکن جہاں تک گھروں کے ماحول کا تعلق ہے خدام الاحمدیہ کا تو اس سے کوئی تعلق نہیں کہ زید یا بکر یا عمر کے گھر میں کس قسم کا ماحول ہے اور اس گھر میں کیا کوشش ہورہی ہے اپنے بچوں کی تربیت کی، ان کے دل میں خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنے کے لئے، اسلام کی عظمتیں ان کے دلوں میں ڈالی جارہی ہیں یا نہیں؟ جو ذمہ داریاں والدین پر یا بڑی عمر کے عزیزوں اور رشتہ داروں پر اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں پر ہیں ان کی طرف توجہ دی جارہی ہے یا نہیں۔ خدام الاحمدیہ کو اس کا کیا علم؟ خدام الاحمدیہ کا تعلق تو ایک خاص دائرہ میں ہے اور اس وقت ہے جب گھر سے بچہ باہر نکلتا ہے۔ جب گھر میں ہوتا ہے تو خدام الاحمدیہ کو اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدام الاحمدیہ کو دین نے بھی اجازت نہیں دی نہ جماعت احمدیہ یہ اجازت دے سکتی تھی خدام الاحمدیہ کو کہ وہ گھروں کے اندر داخل ہو جائیں۔ اس کی اجازت تو عزیزوں کو بھی نہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ جاؤ اور دستک دو اور سلام کرو اور اجازت لو۔ اجازت ملے تو اندر داخل ہو نہیں تو واپس آجاؤ اور واپس آجاؤ اسی میں تمہارے لئے تقویٰ کے حصول کی راہیں رکھی گئی ہیں۔ غصے سے واپس نہ آؤ کہ بڑے بداخلاق ہیں انہوں نے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ شخص بداخلاق ہے اسلامی نقطہ نگاہ سے جسے اجازت نہیں ملی اور اس نے بُرا منایا کیونکہ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ بُرا مناتے ہوئے واپس آجاؤ۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ ہنسی خوشی واپس آجاؤ۔ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ کس کام میں مشغول تھا اور اس وجہ سے تمہیں وہ نہیں مل سکتا تھا۔

انصار اللہ جو ہیں وہ انصار بھی ہیں۔ ان کی ذمہ واریاں اپنے دائرہ کے اندر گھروں سے باہر ہیں اور جماعت احمدیہ کے ایسے افراد ہونے کی حیثیت میں جو اپنی عمر کے لحاظ سے بڑے، تجربے کے لحاظ سے پختہ اور اگر لمبا عرصہ ان کا گزرا ہے احمدیت کی فضا میں تو علم بھی ان کا زیادہ اور وعظ ونصیحت بھی انہوں نے زیادہ بار سنا ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی ماحول بنائیں اور اس بات کی ذمہ داری ہے ان کے کندھوں پر کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان کے

گھروں میں تلاوت قرآن کریم ہوتی ہے، قرآن کریم کا ترجمہ ان کے گھر میں جوان کے ساتھ تعلق رکھنے والے بچے بچیاں ہیں ان کو سکھایا جارہا ہے، جو آج کی دنیا ہے اس کے متعلق بتایا جارہا ہے۔ جو نوع انسانی کی آج کی ضرورتیں ہیں ان کی طرف انہیں توجہ دلائی جارہی ہے اور ان کو یہ بتایا جارہا ہے کہ آج کی دنیا کے مسائل سوائے اسلام کے کسی اور جگہ سے حل نہیں کروائے جاسکتے اور یہ ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہے۔ یہ ایک نسل کی ذمہ داری نہیں۔ اگر یہ کام ایک نسل پہ ختم ہوجاتا ہے تو ہم خوش ہوتے کہ ایک نسل جو ہے ہماری عمر میں بڑی، اگر ان کی تربیت ہوجائے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں تو ہم کامیاب ہوجائیں گے لیکن نسلاً بعد نسلٍ نوع انسانی کو دائرہ اسلام میں داخل کرنا تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ٹھنڈے سائے تلے ان کی زندگیاں گزریں اور نوع انسانی کو قیامت تک اس قابل بنائے رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی وہ وارث ہوتی رہے۔ یہ تو قیامت تک آنے والی نسلوں کی ذمہ داری ہے اور ہر بڑی نسل کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگلی نسل کے دل میں یہ جوش پیدا کرے کہ جہاں تک ہمارے بزرگ پہنچے تھے ہم اس سے آگے نکلیں، آگے نکلیں۔ گے تو کام ہوگا کیونکہ کام میں زیادتی ہورہی ہے۔

اندرونی تربیت کو ہی لے لو۔ جس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پہلا جلسہ ہوا۔ غالباً (صحیح تعداد مجھے اس وقت یاد نہیں ہے) ستر کے قریب تھے افراد۔ چھوٹی سی جماعت تھی، اس چھوٹی سی جماعت کی اندرونی تربیت مختصر تھی۔ اب ہمارے جلسے میں ڈیڑھ اور دولاکھ کے درمیان کا اندازہ ہے گزشتہ جلسے میں۔ پس ذمہ واریاں بڑھ گئیں۔ پہلے جس تعداد میں نئے احمدیت میں داخل ہونے والے تھے اس سے کہیں زیادہ اب داخل ہونے والے ہیں۔ بعض ایسے سال بھی گزرے ہوں گے۔ بعض دفعہ بڑا جوش بھی آیا طبائع میں لیکن بعض ایسے سال بھی گزرے ہوں گے کہ سارے سال میں جتنے نئے احمدیت میں داخل ہونے والے تھے اس سے زیادہ ایک مہینے میں، بعض دفعہ ایک ہفتے میں ہوجاتے ہیں نئے احمدی۔ تو ایک احمدی کی زندگی کے جو حالات ہیں ان میں عظیم تبدیلیاں پیدا ہورہی ہیں۔ خاموشی کے ساتھ ہم اپنے راستوں پر چلتے ہوئے اپنی زندگی نہیں گزار سکتے، چوکس اور بیدار ہوکر ہر اس اچھی تبدیلی (نوعِ انسان کے لئے جو آج پیدا ہورہی ہے) اس کو دیکھنا، اس کو سوچنا، اس کے مطابق اپنے

ذہنوں میں تبدیلی پیدا کرنا، جو نئے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں ان کو سلجھانے کے لئے تدابیر کرنا، قرآن کریم پر غور کرنا کیونکہ قیامت تک کے ہر نئے مسئلے کا حل قرآن کریم کے اندر موجود ہے اور خدا سے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے علوم بڑوں کو بھی سکھائے اور نوجوان نسل میں بھی علم قرآنی کے حصول کا ایک جوش، ایک عشق، ایک جنون پیدا کرے تا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے لگیں۔ گھر کا سولہ سال کا بچہ اپنے گھر میں یہ فضا نہیں پیدا کرسکتا۔ یہ تو باپ فضا پیدا کرسکتا ہے یا ماں فضا پیدا کرسکتی ہے یا وہ بھائی پیدا کرسکتا ہے جو اپنی عمر کے لحاظ سے بڑا ہے مثلاً گھر میں بھائی ہے تیس پینتیس چالیس سال کا قریباً انصار کی عمر کو پہنچا ہوا ہے اور کچھ بھائی ہیں، پندرہ، سولہ بیس سال کی عمر کے جو ایسی عمر میں داخل ہو رہے ہیں جس میں غلط قسم گندی قسم کی دوستی کے بداثر کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان کو اس وقت سنبھالنا، اس کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

اگر اسلام اپنے ماننے والوں کا رب کریم کے ساتھ زندہ تعلق پیدا نہ کرسکتا تو اسلام کی ضرورت نہیں تھی نوع انسانی کو۔ نوع انسانی کو آج اسلام کی ضرورت اس لئے ہے کہ یہ ضروری ہے انسان کی اس زندگی کی خوشحالی کے لئے بھی (جو دوسری زندگی ہے اس میں تو بہرحال ہے) لیکن اس زندگی کی خوشحالی کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں انسان کا ایک زندہ اور پختہ پیار کا اور فدائیت کا اور ایثار کا تعلق اپنے ربِ کریم سے پیدا ہو جائے۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کی انگوٹھی کا رواج ہے۔ ہم میں کہ اللہ ہی اللہ، یہی معنے ہیں نا اس کے۔ اللہ بیلی، پنجابی میں کہتے ہیں۔ ''مولا بس''۔ یہ روح احمدی کے بچے میں اور بڑے میں پیدا ہونی چاہیئے کہ ''مولا بس'' خدا کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہمیں اور ہر چیز جس کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ہم لیں گے کسی اور طرف منہ پھیرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔

اس خطبہ میں میں بڑوں کو یہ توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنے گھروں کی صفائی کریں۔ گھروں میں اخلاقی اور روحانی حسن پیدا کریں۔ اپنے گھروں کی ظلمات دور کر کے انہیں منور بنائیں تا کہ آپ کی آئندہ نسل جو ہے وہ اس نیک اور پاک اور مطہر ماحول میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ پرورش پا کر وہ بنیں جو اللہ تعالیٰ انہیں بنانا چاہتا ہے۔

انسان زورِ بازو سے متقی نہیں بن سکتا، پرہیزگار نہیں بن سکتا۔ قرآن کریم نے کھول کے یہ

بات بیان کی اور دھڑلے کے ساتھ اس کا اعلان کیا اور حکم دیا ہمیں۔ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ (النجم:۳۳) کبھی اپنے آپ کو مطہر نہ سمجھنا۔ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم:۳۳) کیونکہ روحانی پاکیزگی کا تعلق اس بات پر ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے انسان کی سعی کو قبول کیا اور مشکور ہوئی وہ سعی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں اپنی محبت اسے عطا کی۔ متقی وہ نہیں جو ظاہر کرتا ہے کہ میرے دل میں خدا کی خشیت ہے اور میں اس کی پناہ لینا چاہتا ہوں۔ متقی وہ ہے جس کے دل میں واقع میں خدا کی ایسی خشیت ہے جو خدا کو پسند آئی اور خدا نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اپنے زورِ بازو سے تو تم خدا تعالیٰ کی پناہ میں نہیں آسکتے۔ اپنے فضل سے وہ تمہیں اپنی پناہ میں لے سکتا ہے۔

پس عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے بے انتہا دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقام پر کھڑا کرے جس مقام پر ایک احمدی باپ کو اللہ تعالیٰ کھڑا کرنا چاہتا ہے اور آپ کی آئندہ نسلوں کو تا قیامت اللہ تعالیٰ اس بات کی توفیق عطا کرتا رہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم انقلاب، انقلاب انسانی زندگی میں ایک ہی ہوا اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا انقلاب ہے (باقی سارے ہنگامے انقلاب نہیں بلکہ اس کے الٹ چلنے والی لہریں ہیں انسانی زندگی کی) تاکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا انقلاب نوعِ انسانی کو اپنی تمام برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ لپیٹ لے اور ان کا احاطہ کرلے اور یہ خوشحال زندگی اور ایک حسین معاشرہ نوعِ انسانی کی زندگی میں پیدا ہو اور پھر قیامت تک وہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے اور ہمیں دعا کرنے کی توفیق دے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍اپریل ۱۹۸۱ء صفحہ ۱ تا ۳)